نظام اسلامی کی جدوجہد

مولانا عبدالمالک

ایک صاحب نے جماعت اسلامی کی جدوجہد پر کچھ سوالات اٹھائے' جن کا مولانا عبدالمالک نے تفصیل سے جواب دیا۔ اسے شائع کیا جا رہا ہے۔ سائل کا موقف جواب میں ہی آگیا ہے۔ (مدیر)

"تبدیلی اقتدار (جو کہ دراصل حصول اقتدار کا دوسرا نام ہے) بذات خود اسلامی نظام کے قیام اور مسائل کے حل کی ضمانت فراہم نہیں کرتا بلکہ اپنے آپ کو اور اپنی جماعت کو صالحین قرار دیتے ہوئے اقتدار کا اہل اور مستحق قرار دینا ہے۔ یہ ایسا عظیم فتنہ ہے جس کی بدترین مثال ہماری بدقسمت تاریخ میں جنگ جمل' جنگ صفین' واقعات کربلا وغیرہ کی صورت میں پہلے ہی سے موجود ہے۔ نہ معلوم کب تک ہماری نسلوں کو بزعم خود صالحیت اور اہلیت کے دعوے داروں کے ہاتھوں تبدیلی اقتدار (حصول اقتدار) کے لیے تختہ مشق بننا پڑے گا"۔ یہ آپ کا پہلا نکتہ ہے۔ آپ کے اس نکتے کا حاصل یہ ہے کہ حصول اقتدار اور تبدیلی اقتدار کے لیے کوشش کرنا فتنہ ہے۔ اور جنگ جمل' جنگ صفین اور واقعہ کربلا میں صحابہ کرامؓ نے جو کوشش کی وہ فتنہ تھی۔ آپ کی خواہش ہے کہ یہ کوشش جو فتنہ کی حیثیت رکھتی ہے' ختم کی جائے۔ آپ کے نزدیک جو گروہ صالحیت کی بنا پر اپنی جماعت کو اقتدار کے لیے پیش کرتا ہے وہ قرآن و سنت کی روشنی میں نااہل' غیر صالح اور غیر مستحق قرار پاتا ہے۔

دوسرے نکتے میں آپ فرماتے ہیں کہ "اعلاے کلمۃ اللہ کے حوالے سے واحد لائحہ عمل بنیادی اسلامی نظریے کو تسلیم کروانا' اسے سپریم لا قرار دلوانا اور اس کے حصول کے لیے تمام دینی جماعتوں اور تحریکوں کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنا بھی مطلوب ہونا چاہیے"۔ تیسرے نکتے میں آپ پہلے نکتے کے بالکل برعکس فرماتے ہیں کہ: "جہاں تک تبدیلی اقتدار کا تعلق ہے یہ مطلوب ضرور ہے لیکن مقصود ہرگز نہیں"۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ: "قرآن میں امارت کے قیام کے حوالے سے منکم کی شرط موجود ہے۔ یعنی امارت پر صرف ایسے اہل مسلم افراد مامور کیے جائیں جو مسلمانوں کی طرف سے (منکم) منتخب کیے جائیں"۔ اس کے لیے آپ جماعت کی طرف سے دفعہ ۶۲' ۶۳ کے مطابق انتخاب کے مطالبے کی تائید کرتے ہیں۔ لیکن بائیکاٹ کو غلط قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ: "اس کے نتیجے میں اکثریت نے انتخاب کا بائیکاٹ کر دیا اور نواز

شریف بھاری مینڈیٹ کے دعووں کے ساتھ برسراقتدار آگیا"۔ آپ کے نزدیک دفعہ ۶۲، ۶۳ شریعت کے مطابق انتخاب کی ضمانت نہیں دیتی بلکہ اس کے لیے انتخابی قوانین میں تبدیلی لانا ہو گی۔ اس تیسرے نکتے میں آپ نے دونوں نکتوں کے برعکس تبدیلی اقتدار کی ضرورت کو تسلیم کیا اور اسے قرآن کی ہدایت قرار دیا۔ قرآن کے مطابق اقتدار اہل لوگوں کو ملنا چاہیے اور اس کے لیے انتخابی قوانین میں تبدیلی لانی چاہیے، یہ آپ کے اس نکتے کا حاصل ہے۔ اگر آپ اس تیسرے نکتے کو تسلیم کرتے ہیں تو پھر آپ جماعت اسلامی کو اس بات کی تلقین کیوں کرتے ہیں کہ وہ صرف نظریاتی کام کرے، اور تبدیلی اقتدار کے لیے کوشش کو فتنہ کیوں قرار دیتے ہیں، یہ تضاد سمجھ سے بالاتر ہے۔

آپ ایک مرتبہ اپنے خط کو پڑھیں اور پھر آپ غور کریں کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ جماعت اسلامی صرف نظریاتی کام کرے، عملی سیاست میں حصہ نہ لے، انتخابی میدان دوسروں کے لیے خالی چھوڑ دے تاکہ حصول اقتدار کے لیے غلط کار لوگ، انگریز کے ایجنٹ، لادین یا لبرل لوگ ہی کوشش کرتے رہیں اور وہی کرسی اقتدار پر براجمان ہوں۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں تو پھر آپ کے تیسرے نکتے پر کیسے عمل ہو گا؟ اہل لوگ میدان میں کہاں سے آئیں گے؟ انھیں میدان میں آنا چاہیے یا نہیں، وہ انتخابی میدان میں کودیں یا باہر رہ کر تماشا بین اور واعظ کا کردار ادا کریں؟--- آپ جس انداز سے سوچ رہے ہیں یہ سوچ واضح نہیں ہے۔ بہت سے لوگ آپ کی طرح گومگو کی پوزیشن میں ہیں جو دراصل فکری انتشار ہے۔ اس فکری انتشار کا حل یہ ہے کہ ہم اپنے اپنے اجتہادات کو ایک طرف رکھ کر کتاب و سنت کی روشنی میں جماعت اسلامی کے نظریے کو سمجھنے کی کوشش کریں اور پھر اپنے خیالات و نظریات اور تجاویز و آرا اس کی روشنی میں ترتیب دیں۔ اس سلسلے میں آپ درج ذیل امور کو ملحوظ رکھیں تو امید ہے کہ آپ کو جماعت اسلامی کے موقف کے بارے میں اطمینان حاصل ہو گا۔

کائنات کا حکمران اللہ تعالیٰ ہے۔ وہی کائنات کا نظام چلا رہا ہے۔ اسی نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ وہی انسان کو اس کی تمام ضروریات فراہم کرتا ہے۔ اس لیے وہی اس بات کا حق دار ہے کہ انسان اس کی عبادت کرے، اس کے احکام کو مانے، اس کی حکومت قائم کرے (پاکستان کے دستور میں بھی اس نظریہ کو تسلیم کیا گیا ہے)۔ انبیا علیہم السلام کے ذریعے اللہ نے اپنا نظام حکمرانی نازل فرمایا اور انھیں حکمران بنا کر بھیجا ہے۔ انبیا علیہم السلام اللہ کی طرف سے نامزد حکمران ہوا کرتے ہیں۔ وہ اللہ کے نظام اور اپنی اطاعت کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ انبیا علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکومت کے لیے نامزد کیا ہوتا ہے۔ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنی حکومت قائم کرتا ہے۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ج (النساء ۴:۸۰) جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی--- لیکن وہ انھیں غیب سے اور اپنی قدرت سے حکومت لے کر نہیں دے دیتا۔ حکومت حاصل کرنے کے لیے انھیں دعوت اور جہاد سے کام لینا ہوتا ہے۔ انبیا

علیہم السلام اپنی حکومت کی طرف دعوت بھی دیتے ہیں' اور اس کے لیے بوقت ضرورت قتال بھی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ (النساء ۴:۶۴) ہم نے کسی بھی رسول کو نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے اذن سے۔

سب سے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی اور رسول بھی تھے اور نامزد حکمران بھی۔ آپؐ نے کتاب و سنت کا نظام دیا اور اپنی زندگی میں خود حکومت کی اور اپنے بعد اپنی امت کو حکومت سپرد فرمائی۔ آپؐ کی امت' آپؐ کی نائب اور خلیفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ ط (ال عمرٰن ۳:۱۱۰) تم تمام امتوں سے بہتر امت ہو جسے انسانوں کی امامت کے لیے نکالا گیا ہے۔ تم معروف کا حکم کرتے ہو اور منکر سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لائے ہو---- آپؐ کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے امت مسلمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب کی حیثیت سے نامزد حکمران ہے۔ اس پر امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ کافر کا اقتدار ناجائز ہے اور کفر کا اقتدار بھی باطل ہے۔ نظام اقتدار کے لیے اللہ تعالیٰ نے اسلامی نظام کو پسند فرمالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ (ال عمرٰن ۳: ۱۹)۔ اور اس نظام کو چلانے کے لیے امت مسلمہ کو مقرر فرما دیا ہے۔

امت مسلمہ کا کام ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اقتدار کے لیے کوشش کرے۔ امت مسلمہ کا اقتدار نبیؐ کی خلافت اور نیابت ہے' اور کتاب و سنت کی حکمرانی حکومت الہیہ کا دوسرا نام ہے۔ چنانچہ امت مسلمہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنے منصب کے تقاضے کو پورا کرتے ہوئے ایسا کیا۔ اس وقت دنیا میں ۶۰ کے قریب جو مسلمان ممالک ہیں وہ امت مسلمہ کے جہاد کا نتیجہ ہیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ امت مسلمہ تو اقتدار اور خلافت کے لیے نامزد ہو گئی لیکن اس امت میں حکومت کی تشکیل کیسے ہو گی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ امت مسلمہ میں حکومت' امت مسلمہ کے انتخاب کے ذریعے عمل میں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو تو اقتدار کے لیے نامزد کر دیا ہے لیکن اس کے کسی فرد کو کسی بھی دور میں حکومت کے لیے نامزد نہیں کیا۔ ابوبکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ و علیؓ خلفاے راشدین بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نامزد نہیں تھے بلکہ امت مسلمہ کے منتخب کردہ تھے۔ ان کے بعد بھی کوئی نامزد نہیں ہے بلکہ منتخب ہو گا۔ البتہ صفات کے لحاظ سے تعین کر دیا گیا ہے کہ امت ان صفات سے متصف افراد میں سے کسی کا انتخاب کرے اور جو ان صفات سے متصف نہ ہو اس کا انتخاب معتبر نہ ہو گا۔ لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ ○ (البقرہ ۲: ۱۲۴) میرا وعدہ ظالموں سے نہیں ہے---- ظالم خلیفہ' امیر' قاضی اور حاکم نہیں ہو سکتا (ابوبکر جصاص)۔

اس بات پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے۔ شیعہ حضرات امامت کو نامزد قرار دیتے ہیں اور امام ان

کے نزدیک معصوم ہوتا ہے۔ لیکن اہل سنت والجماعت کے نزدیک امامت انتخاب سے وجود میں آتی ہے۔ یہ بنیادی نظریہ ہے جو شیعہ اور اہل سنت والجماعت میں امتیاز پیدا کرتا ہے۔ مفتی محمد شفیعؒ آیت وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ (البقرہ ۲: ۳۰) کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "اس آیت سے ایک اصول یہ نکلتا ہے کہ اقتدار اعلیٰ اللہ جل مجدہ کے لیے ہے۔ دوسرا اصول یہ نکلتا ہے کہ اللہ کا نبی اور رسول' اللہ کا خلیفہ ہوتا ہے۔ تیسرا اصول یہ نکلتا ہے کہ امت مسلمہ میں حکومت انتخاب کے ذریعے قائم ہو گی۔ انتخاب کے ذریعے اسلامی حکومت کا قائم ہونا قرآن پاک کی متعدد آیات سے ثابت ہے۔ ان آیات میں سے ایک آیت سورۃ شوریٰ کی ہے کہ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ (الشوریٰ ۴۲: ۳۸) "ان کی حکومت باہمی مشورے سے قائم ہوتی ہے"۔ اسی اصول کی روشنی میں جو قرآن پاک کی آیات سے مستنبط اور ثابت ہے اور جس پر امت مسلمہ کا اجماع ہے' ضروری تھا کہ خلافت راشدہ کے بعد بھی خلافت اور امامت مسلمانوں کے مشورے اور انتخاب سے عمل میں آتی۔ باپ کے بعد بیٹے کی حکومت کا سلسلہ قائم نہ ہوتا لیکن یہ بات قابل افسوس ہے کہ اسلام کا یہ ایک حکم خلافت راشدہ کے بعد معطل ہو گیا۔ لیکن امت اس سے غافل نہیں رہی۔

صحابہؓ کے دور سے لے کر ہر دور میں خلافت اور مسلمانوں کے مشورے سے حکومت قائم کرنے کے لیے جدوجہد ہوتی رہی اور امربالمعروف کا فرض ادا ہوتا رہا۔ جن لوگوں نے اس اصول کو قائم کرنے کے لیے کوشش کی انھوں نے اسلام کے حکم کو قائم کرنے کی کوشش کی۔ انھوں نے اپنے ذاتی اقتدار کے لیے کوشش نہیں کی۔ جنگ جمل و صفین تو صحابہؓ کے درمیان غلط فہمی کا نتیجہ تھیں اور کربلا کا واقعہ حصول اقتدار کے فتنے کا نتیجہ نہ تھا بلکہ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ کے حکم قرآنی کے مطابق حکومت قائم کرنے کی پرامن کوشش تھی۔ ظلم ان لوگوں نے کیا جنھوں نے اس حکم کے لیے کوشش کرنے والی شخصیت حضرت امام حسینؓ پر فوج کشی کر کے انھیں شہید کر ڈالا۔ اس کے بعد بنو امیہ' بنو عباس اور بنو عثمان کی حکومتیں قائم ہوئیں جو خلافت کے نام سے ملوکیت تھیں۔ ان میں نظام تو کتاب و سنت کا جاری تھا لیکن حکومت انتخاب سے نہیں بلکہ خاندانی وراثت کے طور پر وجود میں آتی تھی۔ اسی ملوکیت کا نتیجہ بالآخر سقوط بغداد اور سقوط خلافت کی صورت میں سامنے آیا۔

آج صورت حال یہ ہے کہ ایک اسلامی ریاست ۶۰ کے قریب مملکتوں میں تقسیم ہو گئی ہے۔ ریاست کا جو نظام اسلام کی شکل میں رائج تھا' معطل ہو گیا۔ بعض ممالک (جیسے ترکی) میں اسلام خلاف قانون ہو گیا' اور اقتدار ان لوگوں کے پاس آگیا جو کتاب و سنت کی رو سے اقتدار کے لیے اہلیت نہیں رکھتے۔ اب مسلمانوں کو ایک طرف تو خلافت اسلامیہ کو بحال کرنا ہے اور اس کے لیے اسلام کی بنیاد پر ممالک اسلامیہ کو متحد کرنا ہے اور دوسری طرف اپنے اپنے ملک میں ایسی حکومت قائم کرنا ہے جو قرآن پاک کے بیان کردہ معیار پر پورا اترنے والی ہو جسے ہم شرعی حکومت کہہ سکیں۔ یہ وہ کام ہیں جو ہمیں کرنے ہیں۔ یہ صرف

ایک کام نہیں ہے۔

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ صرف نظریاتی کام کرنا چاہیے' اسلامی نظام اور اعلاے کلمتہ اللہ کے لیے آواز بلند کرنا چاہیے اور اس کے لیے دعوت دیتے رہنا چاہیے' اقتدار کی کش مکش میں پڑنا صحیح نہیں ہے۔ یہ ان لوگوں کی غلط فہمی ہے۔ اگر صرف نظام غیر اسلامی ہوتا تب تو یہ بات کہی جا سکتی تھی کہ اسلامی نظام کے لیے آواز بلند کی جائے۔ لیکن اس وقت نظام اسلامی بھی معطل ہے اور حکمران بھی شرعی معیار پر پورا نہیں اترتے۔ اس لیے جہاں ایک طرف اسلامی نظام کے قیام کے لیے کوشش کی جائے گی وہاں حکمران جو کہ ظالم اور فاسق ہیں' شریعت کے معیار پر پورا نہیں اترتے' انھیں بھی ہر ممکن طریقے سے برطرف کر کے ان کی جگہ صالحین کو برسراقتدار لانا ضروری ہے۔ نبیؐ کے بعد اسلام کا پہلا حکم جو قائم کیا گیا وہ شریعت کی روشنی میں حکومت اسلامی کا قیام تھا۔ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ خلفا منتخب ہوئے اور خلافت راشدہ کا نظام قائم ہوا۔ جب یہ نظام خلافت' ملوکیت کی طرف منتقل ہونے لگا تو پھر بعض صحابہ کرامؓ نے جن میں امام حسینؓ سرفہرست ہیں' نظام خلافت کو بچانے کے لیے کوشش کی۔ اس کے بعد چاہیے تو یہ تھا کہ اس مسئلے کے بارے میں دو رائیں نہ ہوتیں اور لوگ اسلامی حکومت کے قیام کو اولین دینی فریضہ سمجھتے۔ لیکن افسوس ہے کہ اب بھی بعض لوگ اسے حصول اقتدار کا فتنہ قرار دے رہے ہیں حالانکہ یہ سنت انبیا علیہم السلام ہے کہ انھوں نے بھی اپنے دور میں اقتدار کے لیے کوشش کی ہے۔ اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکمرانی کے لیے نامزد تھے اور اقتدار کے حق دار تھے۔ اب دور نبوت کے بعد امت مسلمہ کا کفر کے اقتدار کے خلاف جہاد کرنا بھی سنت انبیا ہے' اور امت مسلمہ کے اندر شرعی حکومت قائم کرنے کی کوشش بھی حق دار کو اس کا حق دلانے کی کوشش ہے اور سنت انبیا پر عمل کرنا ہے۔

پاکستان میں شرعی حکومت کے قیام کے لیے کوشش کا دروازہ کھلا ہے۔ ہر پانچ سال بعد انتخاب ہوتا ہے لیکن انتخابات میں ایسے لوگ حصہ لیتے ہیں جو اقتدار کے اہل نہیں ہیں۔ ایسے لوگوں کے خلاف اہل لوگوں کا میدان میں آنا فرض ہے اور شریعت کا تقاضا ہے۔ جو لوگ اسے فتنہ سمجھتے ہیں انھیں کتاب و سنت کی تعلیمات اور انبیا علیہم السلام کی سنت اور دین کے مقاصد کا علم نہیں ہے۔ جماعت اسلامی پاکستان اسی نظریے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے جدوجہد کر رہی ہے۔ وہ یہ نہیں چاہتی کہ صرف ایسے لوگ برسراقتدار آئیں جن پر جماعت اسلامی کا ٹھپہ لگا ہو بلکہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ ایسے لوگ برسراقتدار آئیں جو شریعت کے معیار پر پورا اترتے ہوں۔ اسی بنیاد پر جماعت اسلامی نے دستور پاکستان کی دفعہ ۶۲' ۶۳ کے مطابق انتخاب کرانے کا مطالبہ کیا تھا۔ جماعت اسلامی نے یہ مطالبہ کب کیا تھا کہ انتخاب میں ہم اسی وقت حصہ لیں گے جب میدان میں صرف جماعت اسلامی کے لوگ ہوں؟ کیا جماعت اسلامی نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ عوام صرف جماعت اسلامی کے لوگوں کو منتخب کریں؟ یا یہ مطالبہ کیا تھا کہ ایسے لوگوں کو منتخب کریں جو دفعہ

۶۲ اور ۶۳ کے معیار پر پورا اترتے ہوں خواہ ان کا تعلق کسی بھی جماعت سے ہو' چاہے وہ جماعت اسلامی میں شامل ہوں یا نہ ہوں؟

محترم آپ ذرا غور فرمائیں تو آپ پر اپنی غلطی واضح ہو جائے گی۔ جماعت اسلامی: وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ (الشوریٰ ۴۲: ۳۸)' اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ قف (ال عمرٰن ۳:۱۹)' وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ص (ال عمرٰن ۳: ۱۰۳) اور وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ص وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ط يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ط وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ (النور ۲۴:۵۵) کے مطابق نظام انتخاب کے ذریعے شرعی حکومت اور اسلامی نظام کے قیام' اتحاد امت اور احیائے خلافت' اور مومنین صالحین کے ذریعے حکومت الٰہیہ کے قیام کے لیے کوشش کر رہی ہے۔ وہ مسلمانوں کو متوجہ کرتی ہے کہ فاسقین کا اقتدار شریعت کی خلاف ورزی ہے۔ اپنے ووٹ کے حق کو شریعت کے مطابق استعمال کرو کیونکہ شریعت کی مقررہ حدود کی خلاف ورزی کر کے ظالم اور فاسق کو ووٹ دینا' ناجائز اور غیر معتبر ہے۔ اس کے بارے میں قیامت کے روز جواب دہی کرنا پڑے گی۔

حصول اقتدار صالحین کے لیے حرام نہیں ہے۔ یہ بات غلط ہے کہ اقتدار کے لیے کوشش کرنا نااہلی کی نشانی ہے۔ یہ نظریہ قرآن و حدیث کی تعلیمات سے بے خبری کا نتیجہ ہے۔ نااہلی تب ہے جب ذاتی بڑائی کے لیے کوشش کی جائے اور اس کی خاطر اقتدار کی حرص اور لالچ کی جائے۔ لیکن اگر حکومت الٰہیہ کی خاطر حصول اقتدار کی کوشش کی جائے تو یہ نہ صرف جائز بلکہ سنت انبیا علیہم السلام ہے اور یہ کوشش ایک دینی فریضہ ہے۔ اس کوشش میں حصہ نہ لینا جرم اور گناہ ہے۔ یہ کوشش اس وقت ناپسندیدہ ہے جب آدمی اپنے سے اہل تر کے مقابلے میں اقتدار کی طلب کرے۔ اسی لیے جماعت اسلامی دینی جماعتوں اور اسلام کے علم برداروں کے مابین مقابلے کی مخالف ہے۔ اسی لیے وہ کوشش کرتی ہے کہ انتخاب میں ایسی جگہ کسی کو نامزد کرے جہاں کوئی دوسرا اہل تر آدمی موجود نہ ہو۔

افسوس کی بات ہے کہ قیام پاکستان کے بعد سے برسراقتدار طبقے نے بہت سی چالوں سے نیک لوگوں کو اقتدار سے دور رکھ کر اقتدار کے مزے لوٹتے رہنے کی کوشش کی ہے۔ ان چالوں میں سے ایک چال دینی جماعتوں کو آپس میں لڑانا ہے۔ دوسری چال مذہب اور سیاست کی تفریق ہے کہ دین کا اقتدار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور تیسری چال یہ کہ دین دار لوگوں کا اقتدار کے لیے کوشش کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ اسلامی تحریک کو ان تمام سازشوں کو ناکام کر کے اللہ کے دین کو قائم کرنا اور نظام خلافت کو بحال کرنا ہے۔ آپ کو چاہیے کہ ان تمام سازشوں سے باخبر رہیں۔ اس کے لیے اہل علم سے رابطوں کو مضبوط اور مستحکم کریں' اور یکسو ہو کر لادین لوگوں کو اقتدار سے برطرف کر کے نیک لوگوں کو برسراقتدار لانے میں جماعت کا ساتھ دیں۔